



پیرِ رومی
اور
مُریدِ سندی

ہم نوگر محسوس ہیں ساحل کے خریدار
 ایک بکھر پر آشوب و پراسرار ہے رومی !
 تو بھی ہے اسی تافلہ شوق میں اقبال !
 جس تافلہ شوق کا سالار ہے رومی !
 اس عصر کو بھی اس نے دیا ہے کوئی پیغام
 کہتے ہیں چراغ رہ اسرار ہے رومی

جواب

کہ نباید خورد و جو پانچوں خنراں
 آہوانہ در نختن چسرا رخواں
 مگر کہ گاہ و جو خورد قسراں شود
 مگر کہ نور حق خورد قسراں شود

(یورپ سے ایک خط)

فردوس میں روحی سے یہ کہتا تھا ستانی
مشرق میں ابھی تک سے وہی کاسہ وہی آتش!
حلاج کی بسکن یہ روایت ہے کہ آخر
اک مردِ فلسفہ نے کیا رازِ خودی فاش!

(واقبال)

غلط نگر ہے تری چشم نیم باز اب تک!
ترا وجود تے واسطے ہے راز اب تک!
ترانیا ز نہیں آشنائے ناز اب تک!
کہ ہے قیام سے خالی تری نماز اب تک!
گستہ تار ہے تیری خودی کا ساز اب تک!
کہ تو ہے لغز رومی سے بے نیاز اب تک!

(رومی)

پیر و مرید

مرید ہندی

چشمِ بینا سے ہے جاری جوئےِ خوں علمِ حاضر سے ہے دیں زار و زبول!

پیر رومی

علم را بر تن زنی مارے بود!
علم را بر دل زنی یارے بود!

مرید ہندی

اے امامِ عاشقانِ دردمند یاد ہے مجھکو ترا حرفِ بلند!
خشک مغز و خشک تار و خشک پوست
از گھامی آید این آوازِ دوست!

دورِ حاضر مستِ چنگِ بے سہرو با بے ثبات بے یقین بے حضور با!
کیا جبر اس کو کہ ہے یہ راز کیا!
دوست کیا ہے دوست کی آواز کیا!

آہ یورپ! با فروغ و تابناک
نغمہ اس کو کھینچنا ہے سوئے خاک!

پیر رومی

برسماح راست ہر کس حسین نیست!
طعمہ ہر مرغلے انجیر نیست!

مرید ہندی

پڑھ لے میں نے علوم شرق مغرب
روح میں باقی ہے اب تک درد کوہ

پیر رومی

دست ہر نا اہل بیماریا کس
سوئے مادر اکہ تیمارت کس

مرید ہندی

اے نگہ تیری مے دل کا کشاد
کھول مجھ پر نکتہ حکم جہاد

پیر رومی

نقش حق را ہم با مرتقی شکن
برز جارج دوست سنگ دست زن

مرید ہندی

ہے نگاہِ خاوراں سحرِ غرب
 حورِ جنت سے ہے خوشتر و مرغِ غرب!

پیرِ رومی

طاہرِ نقرہ گرا سپید است و نو
 دست و جامہ ہم سیدِ گرد و ازو!

مرید ہندی

آہ مکتب کا جوانِ گرمِ نول!
 ساحرِ آفرنگ کا صیدِ زبوں!

پیرِ رومی

مرغ پر نارِ ستہ چوں پراں شود
 طعمِ دھڑکے گر بے دڑاں شود!

مرید ہندی

تا کجا آویزشیں دیں دوطن
 جوہرِ جاں پر مقدم ہے بدن؟

پیرِ رومی

قلبِ پہلوی زند بازرِ شب
 انتظارِ روزی دارد ذہب

مرید ہندی

بہر آدم سے مجھے آگاہ کر خاک کے ذرے کو مہر و ماہ کرا!

پیر رومی

ظاہر شراپتہ آرد پچسرخ
باطن شمس آمد محیط ہفت چرخ!

مرید ہندی

خاک تیرے نور سے روشن بھر غایت آدم خبر ہے یا نظر؟

پیر رومی

آدمی دید است باقی پوست است
دید آل باشد کہ دید دوست است!

مرید ہندی

زندہ ہے مشرق تری گفتا سے امتیں مرقی ہیں کس آزار سے؟

پیر رومی

ہر ہلاک امت پیشیں کہ بود
زانکہ بر جندل گماں بردند عود!

مرید ہندی
اب لہماں میں نہیں وہ رنگ بو
سہر کیوں مگر ہو گیا اس کا لہو؟

پیر رومی

تا دل صاحب دماغے نامد بدرد
ما تیج توے را خدا رسوا نکرد!

مرید ہندی

گر چہ بے رونق ہے بازار وجود
کون سے سودے میں ہے مزد و کاسود؟

پیر رومی

زیر کی بفروش و حیرانی سخن!
زیر کی ظن است و حیرانی نظر!

مرید ہندی

ہم نفس میرے سلاطین کے ندیم
میں تعمیر بے کلاہ و بے گلیم!

پیر رومی

سندہ ایک مرد روشن دل شوی
بہ کہ بر فرق سر شاہاں روی!

مرید ہندی
اے شریکِ سستی خاصانِ بدر میں ہمیں سمجھا حدیثِ جبر و قدر

پیرِ رومی

بال بازاں را سوئے سلطانِ برد
بال زاغان را بگورستانِ برد

مرید ہندی

کار و بارِ سروی یارِ اہمی؟ کیا ہے آخر غایتِ دینِ نبی؟

پیرِ رومی

مصلحت در دین ماجنگ و شکوہ
مصلحت در دین عیسے فار و کوہ

مرید ہندی

کس طرح قابو میں آئے آپ گل؟ کس طرح بیدار ہو سینے میں دل؟

پیرِ رومی

بندہ باش و برز میں رو چول ہمندا
چول جنازہ نے کہ برگردن ہرندا

مرید سندی

سردیں ادراک میں آنا نہیں! کس طرح آئے قیامت کا یقین؟

پیر رومی

پس قیامت شو قیامت را یہیں!

دیدن ہر چیز را شرط است این!

مرید سندی

آسماں میں راہ کرتی ہے خودی! صید ہر ماہ کرتی ہے خودی!
بے حضور و با فروغ و بے فراغ! اپنے پنچھروں کے ہاتھوں دانغ و آغ!

پیر رومی

آں کہ از زو صید را عشق است و بس
لیکن او کے گنجد اندر دام کس!

مرید سندی

تجھ پہ روشن ہے ضمیر کا کیناں کس طرح محکم ہو ملت کی حیات؟

پیر رومی

دانه باشی مرغ کانت بر چمنند!
 غنچه باشی کودر کانت بر کمنند!
 دانه پنہاں کن سرا پا دام شو!
 غنچہ پنہاں کن گیاہ بام اشو!

مرید ہندی

تو یہ کہتا ہے کہ دل کی کتلاش طالب دل باش و در سکار باش
 جو مراد دل ہے مرے سینے میں ہے میرا جو ہر میرے آئینے میں ہے

پیر رومی

تو بھی گوئی مراد دل نیر بہت
 دل فراز عرش باشد نے یہ لپت!
 تو دل خود را دے پنداشتی!
 جستجوئے اہل دل بگذاشتی!

مرید ہندی

آسمانوں پر مرا فکر بلند!
 کار دنیا میں رہا جاتا ہوں ہن بنا
 میں زمیں پر خوار و زار و درو مند!
 ٹھوکر میں اس راہ میں کھاتا ہوں بنا
 ابلہ دنیا ہے کیوں دانائے دیں؟
 کیوں مرے بس کا نہیں کار زین؟

غدارِ وطن اس کو بتاتے ہیں برہمن
انگریز سمجھتا ہے مسلمان کو گداگر!
پنجاب کے اربابِ نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومنِ پارینہ ہے کافر!
آوازہٴ حق اٹھتا ہے کب اور کدھر سے
مُسکینِ دُکھ ماندہ دریں کشمکش اندر!

(دہندی مسلمان)

ہے زندہ فقط وحدتِ انکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد
وحدت کی حفاظت نہیں بے قوتِ یازو
آتی نہیں کچھ کام یہاں عقلِ خدا داد
اے مردِ خدا تجھ کو وہ قوت نہیں حاصل
جا بیٹھ کسی غار میں اللہ کو کر یاد
سکینتی و محکومی و نومیدی جاوید
جس کا یہ تصوف ہو وہ اسلام کراہی سجاد
ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد
(ہندی اسلام)

ضمیر اس مدنیّت کا دیں سے ہے خالی
فرنگیوں میں اخوت کا ہے نسب پہ قیام
بلند تر نہیں انگریز کی نگاہوں میں
قبولِ دینِ سچی سے رہن کا مقام
اگر قبول کرے دینِ مصطفیٰ انگریز
سیاہ روز مسلمان رہے گا پھر بھی غلام!

(اشاعت اسلام فرنگستان میں)

